بول کہ لب آزاد ہیں تیرے

چیف ایڈیٹر: ڈاکٹر سکندر زرین　ایڈیٹر: ثقلین نعیم

جامعہ اردو اسلام آباد

ڈیپ

پبلشرز: نور فاطمہ، حجاب خرم

جلد 2 شمارہ 1 مسلسل شمارہ 4۔۔۔جنوری فروری مارچ 2026

گلگت بلتستان انتخابات: 26 خواتین کے کاغذات نامزدگی جمع

گلگت بلتستان میں سات جون کو ہونے والے عام انتخابات میں جنرل نشستوں پر کل 664 امیدواروں نے کاغذات نامزدگی جمع کروائے ہیں

اسلام آباد (نمائندہ ڈیپ) گلگت بلتستان میں سات جون کو ہونے والے عام انتخابات کے پیشِ نظر سیاسی سرگرمیاں عروج پر پہنچ گئی ہیں، اور مختلف سیاسی جماعتوں کے ساتھ ساتھ آزاد امیدوار بھی بھرپور طریقے سے انتخابی میدان میں اتر آئے ہیں۔ جنرل نشستوں پر مجموعی طور پر 664 امیدواروں نے کاغذات نامزدگی جمع کرادیے ہیں، جو اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ اس بار انتخابی مقابلہ نہایت سخت اور دلچسپ ہونے کا امکان ہے۔ الیکشن کمیشن آف جی بی کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق انتخابات 24 حلقوں میں منعقد ہوں گے، جہاں 638 مرد امیدواروں کے مقابلے میں 26 خواتین امیدوار بھی میدان میں ہیں۔ خواتین کی جانب سے کاغذات نامزدگی جمع کرانے کی یہ تعداد ماضی کے مقابلے میں نمایاں اضافہ ظاہر کرتی ہے اور اسے خطے میں خواتین کی بڑھتی ہوئی سیاسی بیداری کا مظہر قرار دیا جا رہا ہے۔ ترجمان بہادر جمیل نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ گلگت بلتستان کی انتخابی تاریخ میں پہلی مرتبہ خواتین کی اتنی بڑی تعداد نے انتخابات میں حصہ لینے کے لیے کاغذات نامزدگی جمع کروائے ہیں۔

☆☆☆

بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت فرماتا ہے جو اس کی راہ میں جنگ کے دوران اس طرح صفیں باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی دیوار ہیں

سورہ الصّف آیت نمبر4

☆☆☆

ڈائلاگ کے حتمی نتیجے تک فوج کو حملوں سے روک دیا، ناکہ بندی جاری رہے گی شہباز شریف اور عاصم منیر کی درخواست پر فیصلہ کیا ٹرمپ

امریکا نے خود ہی جنگ روک دی، مذاکرات کی شرائط بھی قبول نہیں، ایران

تہران/ واشنگٹن (نیوز ڈیسک) واشنگٹن اور تہران کے مابین مذاکرات کا دوسرا دور مئواخر، وائٹ ہاو؟س کے مطابق امریکی نائب صدر جے ڈی وینس آج اسلام آباد نہیں آئیں گے جبکہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے چیف آف آرمی اسٹاف وچیف آف ڈیفنس فورسز فیلڈ مارشل عاصم منیر اور وزیراعظم شہباز شریف کی درخواست پر ایران کو مذاکرات کے لیے مزید وقت دینے کی خاطر جنگ بندی میں توسیع کرتے ہوئے کہا ہے کہ ڈائیلاگ کے حتمی نتیجے تک فوج کو ایران پر حملوں سے روکدیا ہے تاہم ایرانی بندرگاہوں کی ناکہ بندی جاری رہے گی' امریکا مذاکرات کے لیے انتہائی مضبوط پوزیشن میں ہے۔ دوسری جانب تہران نے ڈائیلاگ کیلئے امریکی شرائط کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ ٹرمپ نے یک طرفہ طور پر خود ہی سیز فائر میں توسیع کی ہے۔ ایرانی پارلیمنٹ کے اسپیکر محمد باقر قالیباف کے مشیر کا کہنا ہے کہ ہارنے والا فریق شرائط عائد نہیں کرسکتا جبکہ ایرانی وزیر خارجہ عباس عراقچی کا کہنا ہے کہ امریکی افواج کا ایرانی آئل ٹینکر پر قبضہ اعلان جنگ کے مترادف ہے' اپنا دفاع اور بدمعاشی کا مقابلہ کرنا جانتے ہیں۔ پاسداران انقلاب نے خبردار کیا ہے کہ اگر جنگ دوبارہ چھڑی تو خطے کی تیل کی صنعت کو تباہ کر دیا جائے گا۔ اقوام متحدہ میں ایران کے مندوب امیر سعید ایروانی کے مطابق اگر واشنگٹن بحری محاصرہ ختم کردے تو بات چیت کیلئے تیار ہیں۔ چینی وزارت خارجہ نے اس امید کا اظہار کیا ہے کہ فریقین جنگ بندی مذاکرات کی رفتار برقرار رکھیں گے' قطر کا کہنا ہے کہ پوری دنیا ان مذاکرات کی حمایت کر رہی ہے' ہم بھی اس میں شامل ہیں' مذاکرات کے حوالے سے امریکا سمیت تمام فریقوں سے رابطے میں ہے' جبکہ جرمن وزیر خارجہ یوہان واڈے فیھول نیکہا ہے کہ ہم ایران سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اسلام آباد آئے اور امریکا کے ساتھ تعمیری مذاکرات کرے' سب کی خواہش ہے اس تنازعے کو جلد از جلد حل کیا جانا چاہیے' تسنیم نیوز ایجنسی نے ایرانی ذرائع کے حوالے سے رپورٹ دی ہے کہ ایران نے باضابطہ طور پر امریکا کو مطلع کر دیا ہے کہ وہ مذاکرات میں شرکت نہیں کرے گا کیونکہ اس کا ماننا ہے کہ یہ مذاکرات وقت کا ضیاع ہوں گے۔ رپورٹ کے مطابق ایرانی مذاکراتی ٹیم نے پاکستانی ثالث کے ذریعے امریکی فریق کو آگاہ کر دیا ہے کہ وہ آج اسلام آباد میں موجود نہیں ہوگی اور فی الحال مذاکرات میں شرکت کا کوئی امکان بھی نہیں ہے۔ دو علاقائی عہدیداروں نے امریکی خبر رساں ایجنسی کو بتایا ہیکہ واشنگٹن اور تہران نے عندیہ دیا ہے کہ وہ جنگ بندی مذاکرات کے نئے دور میں شرکت کریں گے جبکہ دونوں فریقین نے خبردار کیا ہے کہ اگر جنگ بندی بغیر کسی معاہدے کے ختم ہو گئی تو مزید لڑائی کیلئے تیار ہیں' علاقائی عہدیداروں نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ پاکستانی ثالثوں کو اس بات کی تصدیق موصول ہوئی ہے کہ نائب صدر جے ڈی وینس اور ایرانی پارلیمان کے اسپیکر محمد باقر قالیباف آج اسلام آباد پہنچیں گے۔

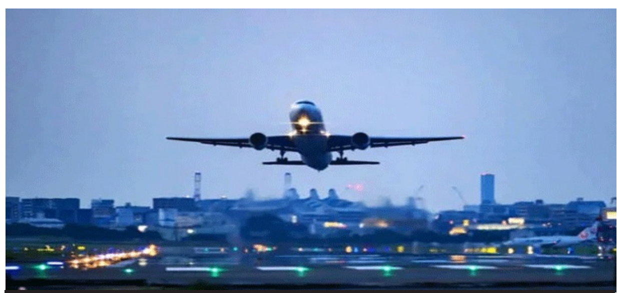

امارات کے مسافروں میں مسلسل کمی 1 دن میں مزید 35 پروازیں منسوخ

کراچی (نمائندہ خصوصی) گزشتہ 24 گھنٹے کے دوران ملک بھر سے 73 بین الاقوامی جبکہ اندرون ملک کی 19 پروازیں منسوخ کی گئیں جن میں امارات کے ایئرپورٹس کی 35 پروازیں بھی شامل ہیں۔ ایوی ایشن ذرائع کے مطابق امارات کے مسافروں میں مسلسل کمی کی وجہ سے کراچی سے دبئی شارجہ ابوظہبی کی 12، اسلام آباد سے 10، لاہور 6 ملتان 3، پشاور اور کوئٹہ سے 2، 2 پروازیں منسوخ کی گئیں۔

پاک بحریہ کا فضا سے سمندر میں مار کرنے والے کروز میزائل کا کامیاب تجربہ

تجربہ پاک بحریہ کی ٹھیک نشانے پر وار کرنے کی صلاحیت اور آپریشنل تیاریوں کا طاقتور مظاہرہ ہے؛ آئی ایس پی آر

اسلام آباد (نمائندہ خصوصی) پاک بحریہ کا فضا سے سمندر میں مار کرنے والے کروز میزائل کا کامیاب تجربہ، صدر، وزیرِ اعظم، چیف آف ڈیفنس فورسز اور سروسز چیفس نے سائنسدانوں اور انجینئرز کو مبارکباد دی۔ مسلح افواج کے شعبہ ? تعلقات عامہ (آئی ایس پی آر) کے مطابق پاک بحریہ کے تیار کردہ اینٹی شپ ویپن سسٹم تیمور ایئر لانچڈ کروز میزائل کا کامیاب تجربہ کر لیا گیا، تجربہ پاک بحریہ کی ٹھیک نشانے پر وار کرنے کی صلاحیت اور آپریشنل تیاریوں کا طاقتور مظاہرہ ہے۔ آئی ایس پی آر کے مطابق ایئر لانچڈ کروز میزائل نے اپنے مشن کو انتہائی درستگی کے ساتھ مکمل کیا، پاک بحریہ کی جانب سے یہ مظاہرہ قومی دفاعی صلاحیتوں میں اہم اضافے کی علامت ہے۔ آئی ایس پی آر کی جانب سے کہا گیا ہے کہ تجربے سے روایتی میدان میں مسلح افواج کی کثیر جہتی اور مربوط ضرب لگانے کی قوت کو مزید تقویت ملی ہے، پاک بحریہ قوم کے بحری مفادات اور علاقائی پانیوں کی خودمختاری کے تحفظ کیلئے عزم پر قائم ہے۔

چیئرمین ایچ ای سی ڈاکٹر نیاز احمد ڈاکٹر ضابطہ شنواری کو ایوارڈ پیش کر رہے ہیں

وائس چانسلر جامعہ اردو ڈاکٹر ضابطہ شنواری عالمی ٹاپ 2 فیصد سائنسدانوں میں شامل

ایچ ای سی کی جانب سے اعزاز اور ایوارڈ، ماہرین تعلیم نے کامیابی کو جامعہ کے لیے باعث فخر قرار دیا

اسلام آباد (پہل نیوز) فیڈرل اردو یونیورسٹی اسلام آباد کے وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری کو عالمی سطح پر ٹاپ 2 فیصد سائنسدانوں میں شامل کر لیا گیا، جس پر ہائر ایجوکیشن کمیشن (ایچ ای سی) پاکستان کی جانب سے انہیں ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔ ایوارڈ دینے کی پروقار تقریب حال ہی میں ایچ ای سی میں منعقد ہوئی، جہاں چیئرمین ایچ ای سی ڈاکٹر نیاز احمد نے ڈاکٹر ضابطہ شنواری کو ایوارڈ پیش کیا۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری نے چیئرمین ایچ ای سی کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ماہرین تعلیم کی خدمات کا اعتراف اور حوصلہ افزائی ایک مثبت روایت ہے، جس سے نوجوان محققین کو بھی آگے بڑھنے کا حوصلہ ملتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تحقیق اور معیاری تعلیم ہی وہ راستہ ہے جس کے ذریعے قوم کو جدید اور مہذب معاشروں کی صف میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے نوجوان اساتذہ اور محققین پر زور دیا کہ وہ پیشہ ورانہ ذمہ داریوں اور تحقیق میں اخلاقیات کو مقدم رکھیں۔ دوسری جانب یونیورسٹی کے آفس آف ریسرچ، انوویشن اینڈ کمرشلائزیشن (ORIC) کی جانب سے ڈاکٹر ضابطہ شنواری کو عالمی سطح پر ٹاپ سائنسدانوں کی فہرست میں شامل ہونے اور ایچ ای سی ایوارڈ حاصل کرنے پر مبارکباد پیش کی گئی۔ جامعہ کے اساتذہ نے بھی اس کامیابی کو ادارے کے لیے باعث فخر قرار دیتے ہوئے امید ظاہر کی کہ ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری اپنی سائنسی تحقیق اور قائدانہ صلاحیتوں کے ذریعے یونیورسٹی کو مزید ترقی کی راہ پر گامزن کریں گے اور اساتذہ و ادارے کو درپیش مسائل کے حل میں کردار ادا کریں گے۔

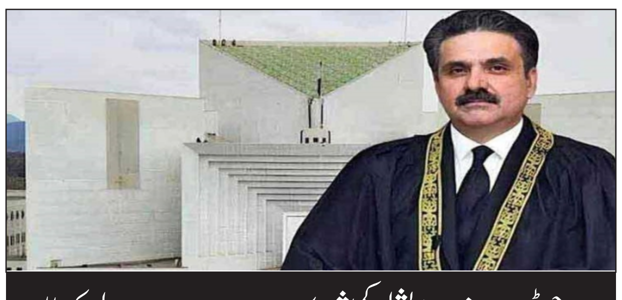

چیف جسٹس نے جوڈیشل کمیشن کا اہم اجلاس 28 اپریل کو طلب

اسلام آباد (رپورٹ: نمائندہ خصوصی) چیف جسٹس آف پاکستان، جسٹس یحیٰی آفریدی نے 28 اپریل کو جوڈیشل کمیشن آف پاکستان کا اہم اجلاس طلب کر لیا، جس میں ہائی کورٹ کے ججوں کے دوسری ہائیکورٹوں میں مبینہ تبادلوں اور تبادلوں کیلئے طریقہ کار تشکیل دینے پر غور کیا جائے گا، ذرائع کے مطابق اس اجلاس کا بنیادی مقصد 27 ویں آئینی ترمیم کی روشنی میں ملک کی پانچوں ہائی کورٹوں کے ججوں کے ایک سے دوسری ہائی کورٹ میں تبادلہ کے لیے باقاعدہ طریقہ کار وضع کرنا ہے، اجلاس کی صدارت چیف جسٹس یحی آفریدی کریں گے، جبکہ کمیشن ممبران سمیت تمام پانچوں ہائی کورٹس کے چیف جسٹس صاحبان بھی شرکت کریں گے،، یاد رہے کہ 27 ویں آئینی ترمیم سے قبل آرٹیکل 200 کے تحت کسی بھی جج کے دوسری ہائیکورٹ میں تبادلہ کے لیے متعلقہ جج کی رضامندی ضروری تھی، تاہم، 13 نومبر 2025 کو منظور ہونے والی 27 ویں آئینی ترمیم کے بعد جج کی رضامندی کی شرط ختم کرتے ہوئے تبادلہ کے حکم پر عملدرآمد لازمی قرار دے دیا گیا۔

سپارکو کے انسانی خلائی مشن میں اہم پیشرفت، 2 پاکستانی خلاباز چین کے خلائی پروگرام کیلئے منتخب

پاکستان کی پہلی مرتبہ چائنہ اسپیس سٹیشن کے مشن میں شرکت کیلئے تیار، خرم داود اور محمد ذیشان علی چین روانہ ہو گئے

اسلام آباد (نمائندہ ڈیپ) سپارکو کے انسانی خلائی مشن پروگرام میں اہم پیشرفت، 2 پاکستانی خلاباز چین کیخلائی پروگرام کیلئے منتخب، خلا باز امیدوار خرم داو؟ د اور محمد ذیشان علی تجربات کیلئے خلا میں جائیں گے۔ دونوں امیدوار جدید تربیت کے لئے چین روانہ ہوگئے۔ وزیراعظم نے سپارکو کی خلائی تحقیق کے فروغ کی جانب اہم پیشرفت کو سراہا، پاکستان اور چین کی لازوال دوستی کو بھی خراج تحسین پیش کیا۔ یہ پیشرفت پاکستان کے خلائی تحقیق کے سفر میں اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ پاکستان ان محدود ممالک کی صف میں شامل ہو گیا جو انسانی خلائی پروازوں کے پروگرام میں فعال کردار ادا کر رہے ہیں۔ پاکستان پہلی مرتبہ چائنہ اسپیس اسٹیشن کے مشن میں شرکت کی تیاری کر رہا ہے۔ مشن 2026ء کے آخر میں متوقع جس میں ایک پاکستانی خلاباز شین زو مشن کے دوران بطور پے لوڈ ایکسپرٹ ذمہ داریاں انجام دے گا۔ چائنہ اسپیس اسٹیشن پر مشن کے دوران پاکستانی خلا باز مائیکرو گریویٹی میں متعدد سائنسی تجربات انجام دے گا۔ ان تجربات کا دائرہ کار اہم شعبوں پر مشتمل ہوگا جن میں مٹیریل سائنس، فلوئڈ فزکس، لائف/بائیو سائنس اور بائیو ٹیکنالوجی شامل ہیں ان تحقیقات کے نتائج ماحولیاتی تبدیلی سے نمٹنے، غذائی تحفظ کے فروغ اور صنعتی جدت کے شعبوں میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ وزیراعظم محمد شہباز شریف نے سپارکو کی گہرے خلائی تحقیق کے فروغ کی جانب اہم پیشرفت کو سراہا ہے۔ وزیراعظم نے پاکستان اور چین کے درمیان مضبوط اور لازوال دوستی کو بھی خراج تحسین پیش کیا۔ سپارکو کے انسانی خلائی مشن پروگرام میں اہم پیشرفت دو خلا باز امیدوار خرم داو؟ داور محمد ذیشان علی تجربات کیلئے خلا میں جائیں گیدونوں امیدوار جدید تربیت کے لئے چین روانہ ۔

وفاقی اردو یونیورسٹی میں ڈاکٹر ماریا الینورا ہبیز کے لیکچر سیریز اختتام پذیر

شعبہ آئی آر کے تعاون سے منعقدہ پروگرام میں مختلف موضوعات پر لیکچرز، طلبہ و اساتذہ کی بھرپور شرکت

اسلام آباد (نمائندہ ڈیپ) فیڈرل اردو یونیورسٹی اسلام آباد میں ایک ہفتے پر محیط انٹرنیشنل لیکچر سیریز اختتام پذیر ہوگئی، جسے طلبہ اور اساتذہ نے نہایت مفید اور معلوماتی قرار دیا۔ یہ پروگرام پولینڈ کی یونیورسٹی آف لارڈز اور فیڈرل اردو یونیورسٹی کے درمیان تعلیمی معاہدے (Erasmus+) کے تحت منعقد کیا گیا، جس میں غیر ملکی ماہر ڈاکٹر ماریا الینورا ہبیز نے مختلف موضوعات پر لیکچرز دیے اور اپنے بین الاقوامی تجربات سے شرکاء کو آگاہ کیا۔ لیکچر سیریز کے دوران میڈیا، ٹیکنالوجی، ڈیجیٹل میڈیا، سٹریٹ آرٹ، اور یورپ و لاطینی امریکہ میں میڈیا کے بدلتے رجحانات جیسے جدید موضوعات زیر بحث آئے۔ اس کے علاوہ فن اور سیاست، ڈیجیٹل دور میں شناخت، اور معاشرے پر طاقت اور ٹیکنالوجی کے اثرات پر بھی سیر حاصل گفتگو کی گئی۔ پورے ہفتے جاری رہنے والے ان سیشنز میں ماس کمیونیکیشن و آئی آر ڈیپارٹمنٹ سے تعلق رکھنے والے طلبہ، طالبات اور اساتذہ نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ شرکاء نے نہ صرف دلچسپی کا اظہار کیا بلکہ مباحثوں میں حصہ لیا اور ماہر سے سوالات بھی کیے۔ طلبہ کا کہنا تھا کہ ایسے بین الاقوامی پروگرامز کا تسلسل ضروری ہے کیونکہ یہ دنیا کو نئے زاویوں سے سمجھنے کا موقع فراہم کرتے ہیں اور علمی وسعت میں اضافہ کرتے ہیں۔ لیکچر سیریز کی نگرانی شعبہ ماس کمیونیکیشن کے سربراہ ڈاکٹر فیصل جاوید نے کی، جبکہ مختلف سیشنز کو اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر سکندر زرین نے منظم کیا۔ شرکاء اور منتظمین نے اس سیریز کو نہایت کامیاب قرار دیتے ہوئے آئندہ بھی اس نوعیت کے پروگرامز کے انعقاد پر زور دیا۔

دنیا کو بدلنے کیلئے بڑے وسائل کی نہیں بڑے خیالات کی ضرورت ہے، مریم نواز

پنجاب کی تاریخ کا پہلا نواز شریف آئی ٹی سٹی لاہور میں بننے جا رہا ہے، مریم نواز کا اعلان

لاہور (جنرل رپورٹر) وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز شریف نے کہا ہے کہ ہمیں انسانی ترقی، مسائل کے حل اور بہتر مستقبل کے لیے تخلیقی سوچ کی اہمیت کو سمجھنا ہوگا۔ نوجوانوں کی تخلیقی صلاحیتیں اور جدت پسند امنگیں معاشرے کی ترقی کیلئے کلیدی حیثیت رکھتی ہیں۔ تخلیق اور جدت کے عالمی دن پر اپنے پیغام میں وزیراعلیٰ مریم نے کہا کہ اس دن کا مقصد ہمیں اپنی سوچ کو وسیع کرنے اور نئے خیالات کو گلے لگانے کا عہد کرنا ہے۔ دوسروں کے آئیڈیاز کو سننا اور ٹیم ورک کے ذریعے مسائل کا حل تلاش کرنا جدت کو فروغ دیتا ہے۔ وزیراعلیٰ نے کہا کہ ترقیاتی کاموں اور تعلیم میں ٹیکنالوجی اور جدت کا استعمال ناگزیر ہے۔ دنیا کو بدلنے کیلئے بڑے وسائل کی نہیں بلکہ بڑے خیالات کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں بھی نوجوان ای-کامرس اور AI کے میدان میں آگے آ رہے ہیں۔ تخلیق کوئی پیدائشی تحفہ نہیں یہ ایک عادت ہے جو محنت اور موقع سے پیدا ہوتی ہے۔ وزیراعلیٰ نے کہا کہ حکومت پنجاب صوبے میں انفارمیشن ٹیکنالوجی (IT) اے آئی اور جدید ٹیکنالوجی کو فروغ دے رہی ہے۔ حکومت نے گوگل کے تعاون سے پنجاب کے ایک لاکھ سے زائد طلبہ کیلئےمفت سرٹیفکیشن کورسز کا آغاز کیا ہے۔ طلبہ کی آئی ٹی ٹیکنالوجیز ٹریننگ کیلئے ٹھوس اقدامات کر رہے ہیں۔ وزیراعلیٰ نے کہا کہ محکمہ صحت اور دیگر سرکاری محکموں میں سمارٹ آئی ٹی ٹیکنالوجی کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ الیکٹرو بس سے پنجاب کے ٹرانسپورٹ کلچر کو جدت کی راہ پر گامزن کر دیا ہے۔

فیڈرل اردو یونیورسٹی اور نیشنل کمیشن فار ہیومن ڈیولپمنٹ میں معاہدہ

ہر ایک، ایک کو پڑھائے" مہم کے تحت طلبہ کو ناخواندہ افراد کو تعلیم دینے کی ذمہ داری سونپ دی گئی

اسلام آباد (پہل نیوز) فیڈرل اردو یونیورسٹی اسلام آباد اور نیشنل کمیشن فار ہیومن ڈیولپمنٹ (NCHD) کے درمیان "ہر ایک، ایک کو پڑھائے" (Each One Teach One) کے سلوگن کے تحت ایک اہم معاہدے پر دستخط کیے گئے، جس کا مقصد ملک میں شرح خواندگی میں اضافہ کرنا ہے۔ گزشتہ روز یونیورسٹی میں منعقدہ تقریب میں وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری اور نیشنل کمیشن فار ہیومن ڈیولپمنٹ کے ڈائریکٹر جنرل علی اصغر نے معاہدے پر دستخط کیے۔ اس موقع پر دونوں اداروں کے حکام نے اس اقدام کو قومی خدمت قرار دیا۔ معاہدے کے مطابق یونیورسٹی کے طلبہ کو ناخواندہ افراد کو تعلیم دینے کا عملی پروجیکٹ دیا جائے گا، جس کے تحت ہر طالب علم کم از کم ایک فرد کو خواندہ بنانے میں کردار ادا کرے گا۔ وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جامعہ اردو ایک قومی ادارہ ہے اور اس سے وابستہ اساتذہ اور طلبہ ملک کے سفیر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ شرح خواندگی میں اضافہ قومی ترقی کے لیے ناگزیر ہے اور اس مشن میں حصہ لینا ہمارے لیے باعثِ فخر ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ طلبہ نہ صرف خود تعلیم حاصل کریں گے بلکہ دوسروں کو بھی تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں گے۔ اس مقصد کے لیے فوکل پرسن مقرر کر دیا گیا ہے جبکہ اساتذہ اور طلبہ کو ذمہ داریاں بھی تفویض کی جائیں گی۔ نیشنل کمیشن فار ہیومن ڈیولپمنٹ کے ڈائریکٹر جنرل علی اصغر نے کہا کہ ناخواندگی کے خاتمے کے لیے نوجوانوں کا کردار نہایت اہم ہے اور جامعات کے طلبہ اس سلسلے میں مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔ انہوں نے فیڈرل اردو یونیورسٹی کی جانب سے اس قومی مہم میں تعاون پر شکریہ ادا کیا۔ تقریب کے شرکاء نے اس معاہدے کو ملک میں تعلیم کے فروغ اور معاشرتی بہتری کی جانب ایک مثبت قدم قرار دیا۔

ایچ ون ٹیچ ون پروگرام کے تحت جامعہ اردو اور نیشنل کمیشن فار ہیومن ڈیولپمنٹ کے مابین مفاہمت کے کاغذات کی دستخط کی تقریب (فروری 2026)

شیخ الجامعہ ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری وفاقی اردو یونیورسٹی کراچی کے کانوکیشن کے موقع پر تقریب سے خطاب کر رہے ہیں

وفاقی اردو یونیورسٹی کا کانوکیشن، 255 طلبہ میں ڈگریاں، 47 کو گولڈ میڈلز سے نواز دیا گیا

گورنر سندھ کا جدید ٹیکنالوجی کورسز کا اعلان، فنڈز میں اضافہ، طلبہ کو قومی ترقی میں کردار ادا کرنے کی تلقین

کراچی (دیپ رپورٹر) وفاقی اردو یونیورسٹی کراچی کا کانوکیشن جمعرات 15 جنوری 2026 کو منعقد ہوا، جس میں جامعہ کے چھٹے جلسِ تقسیمِ اسناد کے دوران 255 طلبہ کو ڈگریاں عطا کی گئیں جبکہ گلشن اور عبدالحق کیمپس کے مختلف شعبہ جات کے 47 نمایاں طلبہ کو گولڈ میڈلز سے نوازا گیا۔ تقریب کی صدارت شیخ الجامعہ ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری نے کی جبکہ گورنر سندھ کامران ٹیسوری مہمانِ خصوصی اور رکن قومی اسمبلی امین الحق اعزازی مہمان کے طور پر شریک ہوئے۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے گورنر سندھ کامران ٹیسوری نے اعلان کیا کہ گورنر ہاؤس میں وفاقی اردو یونیورسٹی کے طلبہ کے لیے جدید ٹیکنالوجی کے کورسز کا اجرا کیا جائے گا۔ انہوں نے طلبہ پر زور دیا کہ وہ جدید علوم اور ٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کر کے ملک کی ترقی میں مؤثر کردار ادا کریں۔ اعزازی مہمان امین الحق نے کہا کہ گزشتہ دو برسوں کے دوران وفاقی اردو یونیورسٹی کو خصوصی فنڈز فراہم کیے گئے ہیں اور سرکاری گرانٹ میں 15 فیصد اضافہ کیا گیا ہے، جو ادارے کی ترقی میں معاون ثابت ہوگا۔ وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری نے اپنے خطاب میں کہا کہ جامعہ اردو ایک قومی اثاثہ ہے جو مالی مشکلات کے باوجود علمی و تحقیقی میدان میں نوجوانوں کو آگے بڑھا رہی ہے۔ انہوں نے اساتذہ کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ تنخواہوں کے مسائل کے باوجود تعلیمی سلسلہ جاری رکھا گیا۔ انہوں نے گورنر سندھ اور امین الحق کا مسلسل دوسرے سال کانوکیشن کے انعقاد کو یقینی بنانے پر شکریہ بھی ادا کیا۔ وائس چانسلر نے ڈگری حاصل کرنے والے طلبہ کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے کردار اور عمل سے خود کو اپنی ڈگری کا حقیقی حق دار ثابت کریں۔ تقریب میں اساتذہ، طلبہ اور پوزیشن ہولڈر طلبہ کے والدین کی بڑی تعداد نے شرکت کی جبکہ رجسٹرار عنایت اللہ شاہ نے نظامت کے فرائض انجام دیے۔

☆☆☆

فیڈرل اردو یونیورسٹی کے طلبہ میں وزیراعظم اسکیم کے تحت لیپ 390 ہونہار طلبہ میں ٹاپ تقسیم

وزیراعظم شہباز شریف کا وژن نوجوانوں کو جدید ٹیکنالوجی سے آراستہ کرنا ہے، تاکہ وہ دنیا کے ساتھ ہم آہنگ ہوسکیں، وزیرمملکت وجیہہ قمر

اسلام آباد (پہل نیوز) فیڈرل اردو یونیورسٹی اسلام آباد کے طلبہ میں وزیراعظم لیپ ٹاپ اسکیم کے تحت لیپ ٹاپ تقسیم کیے گئے، جس کی تقریب میں وزیر مملکت برائے تعلیم وجیہہ قمر مہمان خصوصی تھیں۔ منگل کو منعقدہ تقریب میں وزیر مملکت وجیہہ قمر اور وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری نے مشترکہ طور پر طلبہ میں لیپ ٹاپ تقسیم کیے۔ اس موقع پر جامعہ کے 390 ہونہار طلبہ کو لیپ ٹاپ فراہم کیے گئے۔ وزیر مملکت وجیہہ قمر نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وزیراعظم شہباز شریف کا وژن نوجوانوں کو جدید ٹیکنالوجی سے آراستہ کرنا ہے، تاکہ وہ دنیا کے ساتھ ہم آہنگ ہوسکیں۔ انہوں نے کہا کہ فیڈرل اردو یونیورسٹی اعلیٰ تعلیم اور تحقیق کے میدان میں نمایاں کردار ادا کر رہی ہے اور وائس چانسلر کی قیادت میں تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ یونیورسٹی کے مسائل کے حل کے لیے جلد بیل آؤٹ پیکج فراہم کیا جائے گا۔ وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری نے کہا کہ جامعہ اردو قومی زبان میں تعلیم و تحقیق کے فروغ کے مشن پر گامزن ہے اور ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ انہوں نے حکومت خصوصاً وزیراعظم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ طلبہ کو جدید ٹیکنالوجی سے لیس کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ انہوں نے طلبہ پر زور دیا کہ وہ لیپ ٹاپ کو تحقیق اور علم کے حصول کے لیے استعمال کریں اور ملک کی خدمت کو اپنا شعار بنائیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ یونیورسٹی میں فارمیسی ڈیپارٹمنٹ کا کامیاب آغاز ہو چکا ہے، جہاں طلبہ کو جدید تقاضوں کے مطابق تربیت دی جائے گی۔ انچارج کیمپس ڈاکٹر صبا بشیر نے لیپ ٹاپ حاصل کرنے والے طلبہ کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ جامعہ کے طلبہ کمپیوٹر ٹیکنالوجی، سافٹ ویئر اور دیگر شعبوں میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے وزیر مملکت کا طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لیے شکریہ ادا کیا۔ تقریب میں ڈائریکٹر اسٹوڈنٹ افیئرز ڈاکٹر عمران شہزاد، فیکلٹی ممبران اور اساتذہ کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ لیپ ٹاپ حاصل کرنے والے طلبہ نے اس اقدام کو اپنی محنت کا صلہ قرار دیتے ہوئے حکومت اور جامعہ انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا۔

ماس کمیونیکیشن کے طلبہ وزیرمملکت وجیہہ قمر سے وزیراعظم اسکیم کے تحت لیپ ٹاپ وصول کرتے ہوئے وائس چانسلر بھی موجود ہے

چینی وفد کا جامعہ اردو کے دورہ کے بعد وائس چانسلر اردو یونیورسٹی ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری کے ساتھ گروپ فوٹو

چینی وفد اور قرشی فاؤنڈیشن کا فیڈرل اردو یونیورسٹی کا دورہ

ٹیلی کمیونیکیشن، فارمیسی اور قدرتی علاج کے شعبوں میں تعاون بڑھانے پر اتفاق

اسلام آباد (پہل نیوز) ٹیلی کمیونیکیشن اور قدرتی طریقہ علاج کے شعبوں میں تعاون کے فروغ کے لیے چین کے ایک وفد نے فیڈرل اردو یونیورسٹی اسلام آباد کا دورہ کیا، جبکہ قرشی فاؤنڈیشن کے چیف ایگزیکٹو حسن قرشی بھی اپنی ٹیم کے ہمراہ اس موقع پر موجود تھے۔ یکم اپریل کو وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری کی زیر صدارت اجلاس منعقد ہوا، جس میں تعلیمی، تحقیقی اور صنعتی تعاون کے مختلف پہلوؤں پر تفصیلی غور کیا گیا۔ اجلاس کے دوران ڈاکٹر ضابطہ شنواری نے چینی اور قرشی وفود کو جامعہ کی تعلیمی و تحقیقی سرگرمیوں پر مبنی پریزنٹیشن دی۔ انہوں نے بتایا کہ فیڈرل اردو یونیورسٹی کمپیوٹر سائنس، آرٹیفیشل انٹیلیجنس، سافٹ ویئر انجینئرنگ، ٹیلی کمیونیکیشن اور فارمیسی کے شعبوں میں معیاری تعلیم فراہم کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یونیورسٹی میں جدید لیبارٹریز قائم کی جا چکی ہیں جبکہ مزید لیبز کے قیام کے لیے مختلف کمپنیوں اور صنعتی اداروں کے ساتھ اشتراک جاری ہے۔ اس سلسلے میں یونیورسٹی جگہ فراہم کرے گی جبکہ مختلف ادارے لیبارٹری آلات مہیا کریں گے۔ شیخ الجامعہ نے مزید بتایا کہ یونیورسٹی میں بوٹینک گارڈن بھی قائم کیا گیا ہے، جس میں پاکستان کے نایاب اور مقامی پودے محفوظ کیے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ جدید طب اور روایتی علاج کے امتزاج میں پاکستان میں وسیع امکانات موجود ہیں، اور قدیم طبی طریقہ علاج انسانیت کی فلاح کے لیے اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ قرشی فاؤنڈیشن کے چیف ایگزیکٹو حسن قرشی نے اس موقع پر کہا کہ ان کا ادارہ متعدد ممالک میں اپنی مصنوعات برآمد کر رہا ہے اور فیڈرل اردو یونیورسٹی کے ساتھ تعاون کے ذریعے پیداوار کے معیار اور مقدار میں مزید بہتری لائی جا سکتی ہے۔ دورے کے دوران مہمانوں کو یونیورسٹی میں قائم قرشی کلینک اور شعبہ فارمیسی کا بھی دورہ کرایا گیا۔ آخر میں وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری نے مہمان وفود کو شیلڈز پیش کیں۔ اس موقع پر انچارج کیمپس ڈاکٹر صبا بشیر، فیکلٹی ممبران اور انتظامی افسران بھی موجود تھے۔

وفاقی اردو یونیورسٹی اسلام آباد میں پیپرا ریگولیشن پر ایک روزہ ورکشاپ

ورکشاپ میں انتظامی امور، قانونی فریم ورک اور ادارہ جاتی بہتری کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی

وفاقی اردو یونیورسٹی اسلام آباد میں ORIC کے زیر اہتمام ادارہ جاتی ترقی اور پیپرا ریگولیشن کے موضوع پر ایک روزہ ورکشاپ منعقد ہوئی جس میں مختلف جامعات کے وائس چانسلرز، ماہرین اور انتظامی افسران نے شرکت کی۔ ورکشاپ سے قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر عطاء اللہ شاہ بخاری نے خطاب کرتے ہوئے پیپرا رولز اینڈ ریگولیشن پر تفصیلی بریفنگ دی۔ انہوں نے اداروں میں کوآرڈینیشن، ٹیم ورک، قانونی تقاضوں، بلڈنگ ریگولیشنز اور ادارہ جاتی نظم و نسق پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے بدانتظامی اور بدعنوانی کے اثرات اور ان سے بچاؤ کے طریقوں پر بھی گفتگو کی۔ نیشنل کمیشن فار ہیومن ڈیولپمنٹ کے ڈائریکٹر جنرل علی اصغر نے اداروں میں مؤثر انتظام اور باہمی تعاون کے حوالے سے بریفنگ دی۔ پشاور ہائی کورٹ کے سابق جج جسٹس ناصر محفوظ نے کہا کہ پارلیمنٹ قانون سازی کرتی ہے، عدالتیں تشریح کرتی ہیں جبکہ عمل درآمد انتظامیہ کی ذمہ داری ہے۔ انہوں نے کہا کہ افسران کو قوانین سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ یونیورسٹی آف سوات کے وائس چانسلر ڈاکٹر حسن شیر نے ادارہ جاتی بہتری کے لیے تجاویز پیش کیں۔ شیخ الجامعہ ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری نے کہا کہ ملازمین کو حقوق کے ساتھ فرائض بھی ادا کرنے چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ قومی اداروں میں کام کو قومی ذمہ داری سمجھ کر انجام دینا چاہیے۔ انہوں نے ORIC کے ڈپٹی ڈائریکٹر ڈاکٹر فیصل جاوید کی کاوشوں کو سراہا۔ ورکشاپ میں انتظامی افسران اور شعبہ جات کے سربراہان نے شرکت کی۔ اختتام پر مہمان مقررین کو شیلڈز اور تحائف دیے گئے۔ بعد ازاں مہمانوں نے یونیورسٹی کے قرشی کلینک کا دورہ کیا۔

جامعہ اردو اسلام آباد کی جانب سے کے آئی یو کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر عطاء اللہ شاہ بخاری کو شیلڈ پیش کر رہی ہے

اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر سکندر ماس کمیونیکیشن کے ڈیپارٹمنٹل کوآرڈینیٹر مقرر

اسلام آباد (دیپ رپورٹ) اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر سکندر زرین ماس کمیونیکیشن کے ڈیپارٹمنٹل کوآرڈینیٹر تعینات کر دیئے گئے۔ ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ کے آفس سے جاری دفتری حکم نامے کے مطابق ڈاکٹر سکندر زرین کو سمسٹر بہار 2026 کے آغاز سے قبل 9 فروری کو شعبہ ابلاغ عامہ کا کوارڈینیٹر نامزد کیا گیا۔ ڈاکٹر سکندر زرین تدریسی امور کے علاوہ دیپ کے چیف ایڈیٹر، پہل میگزین کے مدیر اعلیٰ اور فیڈرل اردو یونیورسٹی کے ڈیجیٹل نیوز چینل پہل کے ڈائریکٹر نیوز کے طور پہ بھی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں۔

☆☆☆

فیڈرل اردو یونیورسٹی میں انسداد منشیات آگہی سیشن کا انعقاد

اسلام آباد پولیس کا نوجوانوں کو منشیات کے نقصانات اور بچاؤ سے متعلق شعور دینے پر زور

اسلام آباد (دیپ رپورٹر) فیڈرل اردو یونیورسٹی اسلام آباد میں اسلام آباد پولیس کے زیر اہتمام انسداد منشیات کے حوالے سے ایک آگہی سیشن منعقد ہوا، جس میں طلبہ کو منشیات کی اقسام، نقصانات اور ان سے بچاؤ کے طریقوں سے آگاہ کیا گیا۔ منگل کو منعقدہ اس خصوصی سیشن سے اسلام آباد پولیس کے لیگل ایڈوائزر زین قریشی، پولیس افسران ذیشان علی اور سی ایس پی انضمام نے خطاب کیا اور منشیات کے بڑھتے ہوئے رجحان پر تشویش کا اظہار کیا۔ زین قریشی نے اپنے خطاب میں کہا کہ منشیات سے متعلق ایک ایف آئی آر نہ صرف متاثرہ فرد بلکہ اس کے پورے خاندان کے لیے ذہنی اذیت کا باعث بنتی ہے۔ انہوں نے زور دیا کہ نوجوانوں سمیت معاشرے کے تمام طبقات کو منشیات کے مضر اثرات سے آگاہ کرنا ضروری ہے، کیونکہ یہ نہ صرف صحت بلکہ سماجی اور معاشرتی زندگی کو بھی متاثر کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام آباد پولیس شہر کو منشیات سے پاک بنانے کے لیے کوشاں ہے اور کمیونٹی پولیسنگ کے ذریعے عوام کو اس مہم میں شامل کیا جا رہا ہے۔ پولیس افسر ذیشان علی نے کہا کہ منشیات کے عادی افراد مثبت سرگرمیوں میں حصہ لے کر اس لعنت سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تعلیمی اداروں میں آگہی مہم کے ذریعے نوجوانوں کو اس خطرے سے بچانے کی کوشش کی جا رہی ہے، جبکہ اساتذہ بھی اس سلسلے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

☆☆☆

وفاقی اردو یونیورسٹی عبدالحق کیمپس کراچی کیمپس میں قرشی کلینک کا افتتاح

طلبہ، اساتذہ اور مقامی افراد کو قدرتی و متبادل علاج کی سہولیات میسر ہوں گی

کراچی (پہل نیوز) وفاقی اردو یونیورسٹی عبدالحق کیمپس کراچی میں قرشی کلینک کا باقاعدہ افتتاح کر دیا گیا ہے، جس کے بعد یونیورسٹی میں طبی سہولیات کے ایک نئے باب کا آغاز ہو گیا ہے۔ اس سے قبل اسلام آباد اور گلشن کیمپس میں بھی قرشی کلینکس قائم کیے جا چکے ہیں، جہاں طلبہ اور اساتذہ کو صحت کی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔ افتتاح کے موقع پر وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری نے قرشی فاؤنڈیشن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اس اقدام سے نہ صرف یونیورسٹی برادری بلکہ عبدالحق کیمپس کے اطراف میں رہنے والے افراد بھی مستفید ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ اس طرح کے منصوبے احتیاطی صحت کے فروغ اور ایک صحت مند معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ قرشی کلینک یونیورسٹی کے اوقات کار کے دوران فعال رہے گا، جہاں ماہر ڈاکٹرز خدمات انجام دیں گے۔ کلینک میں جڑی بوٹیوں اور قدرتی ادویات کے ذریعے علاج کی سہولت فراہم کی جائے گی، جس سے مریضوں کو متبادل اور محفوظ علاج میسر آئے گا۔ وائس چانسلر کے مطابق اس منصوبے کا بنیادی مقصد یونیورسٹی کمیونٹی کو بہتر اور آسان طبی سہولیات فراہم کرنا ہے تاکہ طلبہ اپنی تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ صحت کا بھی بہتر خیال رکھ سکیں۔

☆☆☆

صائمہ اظہر
لیکچرار وفاقی اردو یونیورسٹی اسلام آباد

مطالعہ پاکستان: ایک بوجھ یا سیاسی بصیرت

پاکستان میں تعلیم حاصل کرنے والا کم وبیش ہر فرد "مطالعہ پاکستان" کے نام یا ٹائٹل یا یوں کہہ لیں مضمون سے واقف ہے، مگر بدقسمتی سے یہ مضمون اب محض ایک لازمی بوجھ بن کر رہ گیا ہے۔ کسی بھی قوم کے لیے اپنی تاریخ اور جغرافیہ عزیز ہیں۔ اور افراد قوم کا ان کو سمجھنا قوم کی بقا کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ انسانی جان کیلیے سائنس ناگزیر ہے۔ لیکن کیا ہمارا موجودہ نصاب واقعی ہمیں ایک قوم بنا رہا ہے یا صرف چند مخصوص تاریخیں رٹوا رہا ہے؟ تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں کہ کوئی قوم اپنی تاریخ سے کٹ کے باوقار انداز میں جی نہیں سکتی۔ مطالعہ پاکستان کی اصل اہمیت یہ ہونی چاہیے کہ یہ نئی نسل کو بتائے کہ ہم کون ہیں؟ ہمارا خواب کیا تھا؟ اور ہمارے پرکھوں نے کتنی جتن کیا، پھر یہ وطن ہوا! ہماری کتابیں عموما ہماری تاریخ 711ء سے شروع کرتی ہیں اور اس سے پہلے کی ہزاروں سالہ قدیم تاریخ اور موہن جوداڑو، ہڑپہ، گندھارا جیسی تہذیبوں کو اجنبی کی طرح برتا جاتا ہے۔ ہمیں طلبہ کو بتانا ہوگا کہ یہ زمین عظیم تہذیبوں کا مسکن رہی ہے۔ یہاں کی مٹی اپنی کہانی رکھتی ہے۔ ہمارے اپنے ہیروز بھی ہیں اور قدیمی تمدن بھی۔ مقامی اقدار بھی ہم رکھتے ہیں اور ایک قابل فخر تاریخ بھی۔ جنگوں اور دوسری ریاستوں کے ساتھ چپقلش کو صرف جذبات کی عینک سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ مانا کہ ہمیں اپنے ملک کی سلامتی کے لیے مناسب اور برابر انتظامات رکھنے چاہییں۔ لیکن جنگ و جدل کو نصاب کے ذریعے گلوریفائی بھی نہیں کیا جا سکتا۔ تہذیب یہ سکھاتی ہے کہ غلطی ماننا کمزوری نہیں بلکہ دانشمندی ہے۔ اگر نصاب میں عسکری اور سیاسی غلطیوں کا حقیقت پسندانہ تجزیہ شامل ہو تو نئی نسل میں بحران کے حل کی تخلیقی صلاحیت پیدا ہوگی۔ تجزیاتی دماغ پنپیں گے۔ مطالعہ پاکستان کے نصاب کا مقصد صرف ماضی کے قصے سنانا نہیں، بلکہ مستقبل کا راستہ دکھانا ہونا چاہیے۔ ہم کب تک اپنی کوتاہیوں پر پردہ ڈال کر مصنوعی نسلیں تیار کرتے رہیں گے۔ سچائی جتنی بھی تلخ ہو وہ اس جھوٹ سے بہتر ہے جو ہمیں خواب غفلت میں رکھے، خوش فہمیوں کا شکار بنائے۔ انسانی تاریخ گواہ ہے کہ وہی قومیں زندہ رہتی ہیں جو اپنی غلطیوں کا تجزیہ کرنے کا حوصلہ رکھتی ہیں۔ تاریخ کا سبق یہی ہے کہ ماضی کی غلطیوں سے سیکھنے والے اپنا مستقبل سنوارتے ہیں۔ ہمیں مطالعہ پاکستان کو یاداشت کے قبرستان سے نکال کر فکر تازہ کی تجرگاہ بنانا ہوگا۔ جب ہمارا طالب علم کمرہ امتحان سے باہر نکلے تو اس کے پاس صرف ڈگری نہ ہو بلکہ اپنے ملک کے مسائل کو حل کرنے کا کلیہ بھی اس کی جیب میں ہو۔ اپنی مٹی سے جڑی روایتوں سے اس کی پٹاری بھری ہوئی ہو۔ لھذا آیئے! ایک ایسا مطالعہ پاکستان متعارف کرائیں جس کے مندرجات کو لیکر سوشل میڈیا پہ مذاق نہ بنایا جائے۔ آیئے ہم اپنے بچوں کو ایک ایسا پاکستان دکھائیں جو حقیقتوں پر مبنی ہو کیونکہ ایک مضبوط عمارت صرف سچ کی بنیادوں پر ہی کھڑی کی جاسکتی ہے ورنہ ہم صرف تاریخیں بدلتے رہیں گے، تاریخ خود کو کبھی نہیں بدلے گی۔

خوشبوؤں کا اک نگر آباد ہونا چاہیے
اس نظام زر کو اب برباد ہونا چاہیے

تحریر: معارج جاوید

شہرِ اقتدار اور ماحولیاتی بحران

اسلام آباد پاکستان کا خوبصورت دارالحکومت جو اپنی فضا، سبز پہاڑیوں اور سکون کے لیے جانا جاتا ہے۔ آج تیزی سے بدلتے موسموں کی زد میں ہے۔ کبھی یہاں کی ٹھنڈی ہوائیں، نیلا آسمان اور درختوں کی سرسبز چھاؤں لوگوں کے دلوں کو سکون دیتی تھی، مگر اب یہ شہر موسمیاتی تبدیلیوں کا شکار ہوتا جا رہا ہے۔ قدرت کے اس حسین شہر میں درجہ حرارت میں اضافہ، بے وقت بارشیں اور آلودہ فضا اس بات کا ثبوت ہیں کہ ماحول کا توازن بگڑ چکا ہے۔ اسلام آباد کو 1960ء کی دہائی میں بسایا گیا تھا، اور اس وقت یہ صرف پانچ لاکھ افراد کے لیے منصوبہ بند کیا گیا تھا۔ لیکن آج اس کی آبادی تقریباً چوبیس لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔ اتنی بڑی آبادی نے اس شہر کے قدرتی وسائل پر سخت دباؤ ڈالا ہے۔ جنگلات، سبز علاقے اور کھلی زمینیں رہائشی اور تجارتی منصوبوں میں بدل چکی ہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے ساتھ گاڑیوں کی تعداد بھی کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ ہر گھر میں موٹر سائیکل اور گاڑی عام ہوگئی ہے۔ ان گاڑیوں کے دھوئیں، تعمیراتی سرگرمیوں اور کچرا جلانے سے فضا آلودہ ہو رہی ہے، جس سے شہری صحت متاثر ہو رہی ہے۔

اسلام آباد کبھی پاکستان کے صاف ترین شہروں میں شمار ہوتا تھا، مگر اب اس کا ہوا کا معیار تیزی سے خراب ہو رہا ہے۔ گزشتہ سال کے اعداد وشمار کے مطابق شہر کا ایئر کوالٹی انڈیکس عام دنوں میں 150 سے 200 کے درمیان رہا، جو ’’غیر صحت مند‘‘ سطح ہے۔ نومبر اور دسمبر میں یہ شرح دو سو سے بھی زیادہ ہوگئی، جب فضا میں آلودہ ذرات کی مقدار 177 مائیکروگرام فی مکعب میٹر تک پہنچ گئی۔ یہ ذرات سانس، آنکھوں اور جلد کے لیے نہایت نقصان دہ ہیں۔ اسی وجہ سے اب شہریوں میں دمہ، سانس کی تکلیف، کھانسی اور الرجی جیسی بیماریاں عام ہوتی جا رہی ہیں۔ اسلام آباد کا موسم بھی اب پہلے جیسا معتدل نہیں رہا۔ پاکستان کونسل آف ریسرچ ان واٹر ریسورسز کے مطابق، پچھلی تین دہائیوں میں اسلام آباد کا درجہ حرارت تقریباً دو اعشاریہ پانچ ڈگری سینٹی گریڈ بڑھا ہے۔ رات کے وقت درجہ حرارت میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ پہلے جون اور جولائی میں درجہ حرارت شاذ و نادر ہی 33 یا 34 ڈگری سے اوپر جاتا تھا، مگر اب اکثر 37 سے 40 ڈگری تک پہنچ جاتا ہے۔ گرمی کے دن لمبے اور سخت ہو گئے ہیں جبکہ سردیوں کا دورانیہ مختصر ہو گیا ہے۔ بارشوں کے نظام میں بھی تبدیلی آئی ہے۔ پہلے بارشیں موسم کے مطابق اور متوازن ہوتی تھیں، مگر اب کبھی بہت زیادہ اور کبھی بالکل کم بارش ہوتی ہے۔ یہ بے ترتیبی نہ صرف شہری زندگی بلکہ زراعت اور پانی کے ذخائر پر بھی اثر ڈال رہی ہے۔ کبھی طوفانی بارشوں سے نالے بھر جاتے ہیں، سڑکیں ڈوب جاتی ہیں، تو کبھی خشک موسم پانی کی قلت پیدا کر دیتا ہے۔ اسلام آباد کے اردگرد موجود جنگلات، خاص طور پر مارگلہ ہلز کے علاقے میں، تیزی سے کم ہو رہے ہیں۔ رپورٹوں کے مطابق گزشتہ چند سالوں میں تین ہزار سے زائد درخت آگ یا انسانی سرگرمیوں کی وجہ سے ختم ہو چکے ہیں، جبکہ آٹھ سو ایکڑ سے زیادہ جنگلاتی زمین تجاوزات کی زد میں آ گئی ہے۔ اگرچہ سی ڈی اے کی جانب سے ہر سال لاکھوں درخت لگانے کی مہمات چلائی جاتی ہیں، مگر مناسب دیکھ بھال کے فقدان کے باعث اکثر پودے زندہ نہیں رہ پاتے۔ یہ تمام عوامل اسلام آباد کے قدرتی حسن کو متاثر کر رہے ہیں۔ جنگلات کی کمی سے فضا میں آکسیجن کی مقدار گھٹ رہی ہے، درجہ حرارت بڑھ رہا ہے، اور بارش کا توازن بگڑ رہا ہے۔ گاڑیوں، تعمیرات اور کارخانوں سے نکلنے والے دھوئیں نے فضا کو مزید آلودہ کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ زمین کے نیچے موجود پانی کی سطح بھی نیچے جا رہی ہے کیونکہ بارش کم اور آبادی زیادہ ہوگئی ہے۔ اسلام آباد میں موسمیاتی تبدیلی کے اثرات صرف ماحول تک محدود نہیں رہے بلکہ انسانی صحت، زراعت اور روزمرہ زندگی پر بھی نمایاں ہو چکے ہیں۔ گرمیوں میں لو کے دن بڑھنے لگے ہیں، سردیوں میں اسموگ نے فضا کو دھندلا کر دیا ہے، اور بارش کے پیٹرن نے کسانوں کو پریشانی میں ڈال دیا ہے۔ کبھی جو شہر اپنی تازگی اور خوشگوار موسم کے لیے مشہور تھا، اب وہاں کی فضا بھاری، گرم اور آلودہ محسوس ہوتی ہے۔ اگر ہم نے اب بھی فطرت کا خیال نہ رکھا تو آنے والے برسوں میں اسلام آباد کا درجہ حرارت مزید بڑھے گا اور فضا مزید خراب ہو جائے گی۔ ضروری ہے کہ ہم درختوں کی کٹائی بند کریں، زیادہ سے زیادہ شجرکاری کریں، کوڑا جلانے سے پرہیز کریں اور پبلک ٹرانسپورٹ کے استعمال کو فروغ دیں۔ گاڑیوں کے اخراج پر قابو پایا جائے، نئی ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے لیے ماحول دوست منصوبہ بندی کی جائے، اور شہریوں میں شعور پیدا کیا جائے کہ وہ خود بھی اپنے ماحول کی حفاظت کریں۔ اسلام آباد کا موسم اس کی روح کی مانند ہے۔ بہار اس میں زندگی بکھیرتی ہے، گرمی جوش پیدا کرتی ہے، خزاں اداسی لاتی ہے اور سردی سکون بخشتی ہے۔ مگر اب یہ روح کمزور پڑتی جا رہی ہے۔ اگر ہم نے وقت پر اقدامات نہ کیے تو آنے والی نسلیں وہ اسلام آباد نہیں دیکھ پائیں گی جس کی پہچان اس کی صاف فضا، سرسبز پہاڑیاں اور ٹھنڈی ہوائیں تھیں۔ فطرت ہمیشہ اس کے ساتھ مہربان رہتی ہے جو اس کا احترام کرتا ہے، اس لیے ہمیں بھی اپنے شہر، اپنے ماحول اور اپنی زمین کا احترام کرنا ہوگا۔ کیونکہ جب ہم فطرت کا خیال رکھتے ہیں، تو فطرت بھی ہمارا خیال رکھتی ہے۔

انسانی سرگرمیاں، معدوم ہوتے جاندار

تحریر: نایاب فاطمہ

نوعِ انسان، اشرف المخلوقات، خلیفہ ارض، فردِ واحد، عاقل اور صاحبِ بصیرت۔ یہ سب وہ القابات ہیں جو اس مخلوق کے لیے استعمال ہوتے ہیں جو قدرت کے نظامِ فطرت میں ایک اہم کردار رکھتی ہے۔ لیکن افسوس کہ یہی انسان، جسے عقل وشعور عطا کیا گیا، آج زمین کے لیے سب سے بڑا فتنہ بن چکا ہے۔ اگر اسے حیوان، وحشی، درندہ یا بے عقل کہا جائے تو یہ کوئی گناہ نہیں، بلکہ ایک تلخ حقیقت ہے۔ ہماری زمین کی جنگلی حیات ایک سنگین بحران سے دوچار ہے۔ 1970ء سے اب تک جنگلی جانداروں کی تعداد نصف سے بھی کم رہ گئی ہے، اور یہ نایاب انواع تیزی سے معدومیت کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ برفانی چیتے (سنو لیپرڈ)، مارخور، دریائے سندھ کی ڈولفن، ہمالیائی بھورے ریچھ اور بے شمار دیگر جاندار ختم ہونے کے دہانے پر کھڑے ہیں۔ برفانی چیتا، جو ہماری بلند چوٹیوں کی علامت اور حسن ہے، موسمیاتی تبدیلی اور غیر قانونی شکار کی وجہ سے خطرے میں ہے۔ وزارتِ موسمیاتی تبدیلی کے 2025ء کے سروے کے مطابق پاکستان میں اب صرف 167 برفانی چیتے باقی رہ گئے ہیں۔ یہ چیتے ہمارے پہاڑی ماحولیاتی نظام کے سب سے بڑے شکاری ہیں اور فطری توازن برقرار رکھنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر برفانی چیتے پھلیں پھولیں، تو ان کے ساتھ درجنوں دیگر جاندار اور وہ لاکھوں انسان بھی محفوظ رہیں گے جن کی زندگی وسطی ایشیا کے پہاڑوں سے بہنے والے دریاؤں پر منحصر ہے۔ ہمارا قومی جانور مارخور بھی ایک طرف شوقیہ شکار کا نشانہ بن رہا ہے ساتھ ساتھ موسمیاتی تبدیلی سے درجہ حرارت بڑھ رہا ہے، برف پگھلنے اور بارشوں کے نظام میں تبدیلی آ رہی ہے، جس سے مارخور کی چراگاہیں اور خوراک کے ذرائع کم ہو رہے ہیں۔ نتیجتاً مارخور کو اپنے مسکن بدلنے پڑتے ہیں، اور بقا کے لیے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔ دریائے سندھ کی انڈس ڈولفن، جو دنیا کی نایاب ترین ممالیہ انواع میں سے ایک ہے، صرف پاکستان میں پائی جاتی ہے۔ یہ میٹھے پانی کی ڈولفن خطرے سے دوچار دوسری بڑی نوع ہے۔ دریائے سندھ کے خشک ہوتے بہاؤ اور آبی آلودگی نے ان کی بقا کو مزید مشکل بنا دیا ہے۔ اندازوں کے مطابق اب صرف 2000 کے قریب ڈولفنز باقی رہ گئی ہیں، اور 2022ء کے سروے کے مطابق ان کی تعداد میں کسی نمایاں اضافے کے آثار نہیں ملے۔ اسی طرح ہمالیائی بھورا ریچھ پاکستان کے شمالی علاقوں، خصوصاً دیوسائی نیشنل پارک، گلگت بلتستان اور خیبر پختونخوا میں پایا جاتا ہے۔ 2022ء کے سروے کے مطابق صرف 66 بھورے ریچھ باقی بچے ہیں، جبکہ دیگر رپورٹس کے مطابق ان کی مجموعی تعداد 150 سے 200 کے درمیان ہے جو مختلف چھوٹے علاقوں میں بکھری ہوئی ہے۔ ایک اور قدیم جاندار سمندری کچھوے ہیں، جو لاکھوں سالوں سے سمندروں میں سفر کرتے آئے ہیں اور سمندری و ساحلی نظام میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ لیکن گزشتہ دو سو سالوں میں انسانی سرگرمیوں نے ان قدیم مخلوقات کی بقا کو شدید خطرے میں ڈال دیا ہے۔ اسی طرح پینگولن ایک نہایت منفرد جاندار ہے جو صحت مند ماحولیاتی نظام برقرار رکھنے میں مدد دیتا ہے۔ یہ زمین کو کھود کر اسے ہوا دار بناتا ہے، جس سے مٹی کی زرخیزی بہتر ہوتی ہے، اور کیڑوں کو کھا کر قدرتی طور پر ان کی افزائش پر قابو پاتا ہے۔ مگر اپنی ماحولیاتی اہمیت کے باوجود پاکستان میں پینگولن کی آبادی تیزی سے ختم ہو رہی ہے۔ اس کے چھلکے غیر قانونی طور پر عالمی منڈیوں میں انتہائی مہنگے داموں فروخت کیے جاتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق پینگولن اپنے سابقہ مسکن کے 80 فیصد علاقے سے غائب ہو چکا ہے، اور اس کی مجموعی تعداد خطرناک حد تک کم ہو گئی ہے۔ دریائے سندھ کی ڈولفن سے لے کر برفانی چیتے تک، پاکستان حیرت انگیز جنگلی حیات کا مسکن ہے۔ لیکن افسوس کہ ان میں سے بیشتر جاندار اب معدومیت کے قریب ہیں۔ ان کے خاتمے کی سب سے بڑی وجہ وہ انسانی ترقی ہے جس کی قیمت فطرت کو ادا کرنی پڑ رہی ہے۔ جیسے مسکن کی تباہی، غیر قانونی شکار، فضائی آلودگی، موسمیاتی تبدیلی اور آبی گزرگاہوں کی تقسیم۔ ماہرین کے مطابق قدرت انسان کی صحت، معیشت، موسم کے استحکام اور زندگی کی بقا کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ ورلڈ وائلڈ فنڈ (WWF) کے صدر کارٹر رابرٹس کے مطابق لِونگ پلانٹ رپورٹ پچھلے پچاس برسوں میں قدرتی نظاموں کے زوال کی نشاندہی کرتی ہے اور خبردار کرتی ہے کہ اگر یہ رجحان جاری رہا تو ہم زمین کے ایسے خطرناک موڑ تک پہنچ جائیں گے جہاں سے واپسی ممکن نہیں ہوگی۔ جنگلی حیات کے تیزی سے غائب ہونے کی وجوہات میں مسکن کی تباہی، زمین کی حد سے زیادہ کٹائی، ضرورت سے بڑھ کر شکار، بیماریوں اور ماحولیاتی تبدیلی کے اثرات شامل ہیں۔ اس کے نتیجے میں قدرتی نظام کی لچک اور ماحول کی صحت بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ پاکستان میں جنگلی حیات کے تحفظ کے لیے مسکن کی حفاظت اولین ترجیح ہونی چاہیے۔ اس مقصد کے لیے نئے نیشنل پارک اور محفوظ علاقے قائم کیے جائیں تاکہ قدرتی ماحول محفوظ رہ سکے۔ مگر صرف حدود مقرر کرنا کافی نہیں، ان علاقوں کی مؤثر نگرانی، دیکھ بھال اور مقامی لوگوں کی شمولیت کے ذریعے ہی یہ ممکن ہے۔ اسی طرح موسمیاتی تبدیلی کے بڑھتے اثرات کے پیشِ نظر جنگلات کی بحالی، درخت لگانے اور کاربن کے ذخائر میں اضافہ جیسے اقدامات ضروری ہیں۔ بڑے پیمانے پر جنگلات کی حفاظت نہ صرف قدرتی آفات کے خلاف ڈھال بن سکتی ہے بلکہ آب وہوا کے استحکام میں بھی مددگار ثابت ہوگی۔ عوامی شعور اور تعلیم کا فروغ بھی ناگزیر ہے۔ تعلیمی اداروں میں ماحولیاتی تحفظ اور جنگلی حیات کے تحفظ کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔ میڈیا، سکولوں اور مقامی تنظیموں کے ذریعے آگاہی مہمات چلائی جائیں۔ حکومت اور غیر سرکاری تنظیموں کو دیہی علاقوں اور خواتین کے لیے خصوصی آگاہی پروگرام ترتیب دینے چاہئیں تاکہ معاشرے کے ہر طبقے تک یہ پیغام پہنچے۔ ان اقدامات کے ذریعے پاکستان میں نایاب جانداروں کی بقا ممکن ہو سکتی ہے، اور آئندہ نسلوں کے لیے ایک محفوظ اور متوازن فطری ماحول قائم کیا جا سکتا ہے۔ جنگلی حیات زمین، سمندر اور فضاء ہر جگہ سے غائب ہوتی جا رہی ہے، اور ان کی تقدیر اب صرف ایک ہی نوع کے ہاتھ میں ہے: نوع انسان (ہوموسیپینز)۔ اگر انسان نے فطرت کے ساتھ اپنا رشتہ بحال نہ کیا، تو آنے والا وقت صرف خاموش جنگلات، خالی دریا اور ویران آسمانوں کی کہانی سنائے گا۔

ماحولیات اور سیاحت

تحریر: ثقلین نعیم

یوں تو ہر کوئی اس بات پر محوِ گفتگو ہے کہ دنیا ایک حسین وجمیل تخلیق ہے۔ جس میں خدا نے رنگ، خوشبو، آبشاریں، دریاؤں، وادیاں اور جنگلات بکھیرے ہیں۔ جب بھی انسان یہ قدرتی مناظر دیکھتا ہے تو اسے ایک سکون اور اطمینان محسوس ہوتا ہے۔ یہ قدرتی نظارے اور فطرت کا حسن ہی انسان کو سیاحت کی طرف مائل کرتا ہے۔ مگر کیا سیاحت صرف تفریح کا نام ہے؟ ہرگز نہیں۔ سیاحت ایک ذمہ داری بھی ہے، کیونکہ جہاں انسان جاتا ہے۔ وہاں اپنے اثرات ضرور چھوڑتا ہے۔ جیسا کہ نیوٹن نے کہا کہ ہر ایکشن کا ریکشن ہوتا ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جہاں ماحولیات اور سیاحت آپس میں جڑتے ہیں۔ ماحولیات میں وہ تمام قدرتی چیزیں شامل ہیں جن پر زندگی کا دارومدار ہے، جیسے زمین، پانی، انسان، جانور اور ان کے تعلقات۔ ایک اچھا اور متوازن ماحول انسان کے لیے صحت مند زندگی کی ضمانت ہے۔ لیکن جب انسان اپنی ضرورت اور خواہشات کی حد پار کر دیتا ہے تو یہ ماحول کے لیے خطرہ بن جاتا ہے۔ آج کے دور میں ماحولیاتی تبدیلی، درجہ حرارت میں اضافہ، گلیشیئرز کا پگھلنا، جنگلات کی کٹائی، پانی کی قلت اور سیلاب جیسے مسائل شدید خطرہ بن چکے ہیں۔ سیاحت ایک ایسا عمل ہے جو ماحول سے براہِ راست منسلک ہے۔ قدرتی خوبصورتی، ٹھنڈی ہوا، صاف پانی، سرسبز پہاڑ اور پرامن فضا وہ چیزیں ہیں جو سیاحوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں۔ مگر جب سیاحت غیر محتاط انداز میں بڑھتی ہے تو یہ ماحول کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ دنیا میں کئی مشہور سیاحتی مقامات رکھنے والے ممالک موجود ہیں، جیسے سوئٹزرلینڈ، نیپال، ترکی اور دیگر۔ ان ممالک نے ماحول دوست سیاحت، جسے "ایکوٹورزم" کہا جاتا ہے، کے ذریعے اپنی قدرتی خوبصورتی کو محفوظ رکھا ہے۔ انہوں نے ثابت کیا کہ اگر انسان ماحول دوست اقدامات کرے تو نہ صرف سیاحت کو ترقی دے سکتا ہے بلکہ ماحول کی حفاظت بھی کر سکتا ہے۔ پاکستان کے شمال میں ایک ایسا علاقہ ہے جو اپنی خوبصورتی، ثقافتی تنوع اور تاریخی ورثے سے بھرپور ہے۔ یہاں دنیا کے عظیم پہاڑی سلسلے موجود ہیں، جن میں قراقرم اور ہندوکش شامل ہیں۔ اس علاقے میں دنیا کی بلندترین چوٹیوں میں سے کئی ہیں، جیسے کے ٹو، نانگا پربت، راکاپوشی، مشربرم اور گشر برم۔ اس علاقے کو گلگت بلتستان کہا جاتا ہے، یعنی زمین پر جنت۔ یہ علاقہ برف پوش پہاڑوں، جھیلوں اور خوبصورت وادیوں سے بھرا ہوا ہے۔ ہنزہ کی وادی ہو، اسکردو کے حسین مناظر یا دیوسائی کا حسن، یہ سب سیاحوں کو اپنی طرف مائل کرتے ہیں۔ مگر جہاں سیاحت میں اضافہ ہوا ہے، وہیں ماحولیاتی خطرات بھی بڑھ گئے ہیں۔ دیوسائی کے میدان، عطا آباد جھیل اور کے ٹو بیس کیمپ کے اردگرد پھیلا ہوا کوڑا، پلاسٹک کی بوتلیں اور آلودہ پانی اس بات کی علامت ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق پچھلے سال ۱۰ ٹن کوڑا کے ٹو بیس کیمپ سے اٹھایا گیا ہے۔ یہ مسئلہ صرف گلگت بلتستان تک محدود نہیں بلکہ کشمیر، سوات، مری اور ناران کاغان میں بھی دیکھا جا سکتا ہے، جہاں پہلے ماحولیاتی تبدیلیوں اور ثقافت کو نقصان نہیں پہنچتا تھا، اب ماحول اور ثقافتی ورثے دونوں خطرے میں ہیں۔ اگر بروقت اقدامات نہ کیے گئے تو یہ قدرتی حسن سے بھرپور علاقے اپنی خوبصورتی کھو دیں گے۔ گلگت بلتستان میں سیاحوں کی تعداد ہر سال بڑھتی ہے۔ اندازے کے مطابق ۵۲۰۲ میں دس لاکھ سے زائد سیاحوں نے گلگت بلتستان کا رخ کیا۔ یہ جی بی کی معیشت کے لیے اچھی بات ہے، مگر ماحولیاتی چیلنجز کے ساتھ بھی جڑی ہے، جیسے پلاسٹک آلودگی، زمین پر دباؤ، جنگلات کی کٹائی اور جنگلی حیات کو خطرہ۔ سیاح اپنے ساتھ معیشت کو بہتر بنانے کے مواقع ہی نہیں بلکہ بعض غیر اخلاقی سرگرمیاں بھی لے کر آتے ہیں۔ وہ مقامی روایات کا احترام نہیں کرتے اور ماحول دوست اقدامات کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، دیوسائی میں بسنے والے جانوروں کو بسکٹ اور دیگر بیکری مصنوعات کھلاتے ہیں، جس سے جانور اپنی قدرتی خوراک تلاش کرنے کی عادت کھو دیتے ہیں۔ سیاح بھول جاتے ہیں کہ وہ بھی انسان ہیں، اور مقامی لوگ ہمیشہ ان کے لیے مہمان نوازی کرتے ہیں، مگر بعض سیاح غیر محتاط رویہ اپناتے ہیں، پھلدار درختوں سے ٹہنیاں توڑ دیتے ہیں اور سڑکوں یا دیواروں پر اپنے نام لکھ دیتے ہیں، جس سے ماحول خراب ہوتا ہے۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ مقامی حکومت اور تنظیمیں ماحول کی حفاظت کے لیے اقدامات کر رہی ہیں۔ مقامی لوگوں نے پلاسٹک فری زون مہم شروع کی، دیوسائی میں جانوروں کی حفاظت کے لیے اقدامات کیے گئے اور شکار پر مکمل پابندی عائد کی گئی ہے۔ گلگت بلتستان حکومت اور ٹورزم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ماحولیاتی تعلیم بھی دی جا رہی ہے اور مقامی یونیورسٹی میں ٹورزم ڈیپارٹمنٹ کا آغاز ہوا ہے، جہاں ہزاروں طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ کچورا، جسے "زمین پر جنت" کہا جاتا ہے، اپنی خوبصورتی اور قدرتی حسن کی وجہ سے دنیا میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ ہر سال سیزن کے آغاز میں صفائی مہم چلائی جاتی ہے اور ہوٹل ایسوسی ایشن پورے علاقے کی صفائی کرتی ہے، جو ایک اچھا اور ماحول دوست عمل ہے۔ یہاں آنے والے سیاح اس عمل کے مشاہدے سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اگر گلگت بلتستان میں ای کو ٹورزم کو فروغ دیا جائے تو نہ صرف ماحول محفوظ رہے گا بلکہ مقامی لوگوں کو بھی روزگار کے مواقع ملیں گے۔ ای کو ٹورزم کے بنیادی اصول یہی ہیں۔ ماحول کی حفاظت کرنا صرف سیاح کی ذمہ داری نہیں بلکہ حکومت اور مقامی لوگوں کی بھی ذمہ داری ہے۔ سیاحوں کو چاہیے کہ وہ ماحول کا خیال رکھیں، کوڑا نہ پھینکیں، پانی کو گندا نہ کریں اور مقامی روایات کا احترام کریں۔ حکومت کو بھی چاہیے کہ سیاحوں کے لیے مناسب اقدامات کرے، ماحولیاتی اثرات کا جائزہ لے، غیر قانونی تعمیرات اور جنگلات کی کٹائی کو روکے اور ماحول دوست پالیسیاں بنائے اور نافذ کرے۔ گلگت بلتستان صرف ایک علاقہ نہیں بلکہ قدرت کا ایک انمول تحفہ ہے۔ اگر ہم اس کے ماحول کا تحفظ نہ کریں اور ماحول دوست اقدامات نہ کریں تو یہ تحفہ ہمارے لیے صرف ایک خواب اور یادوں میں رہ جائے گا۔

کراچی کا کوڑا اور مہلک گیس

تحریر: حرا زیدی

کراچی پاکستان کا سب سے بڑا اور گنجان آباد شہر ہے۔ یہاں سے روزانہ ہزاروں ٹن کوڑا پیدا ہوتا ہے۔ یہ کچرہ عموماً شہر کے مضافاتی علاقوں جیسے جام چاکرو اور سہراب گوٹھ میں پھینکا جاتا ہے۔ اور یہاں مناسب انتظامات نہ ہونے کی وجہ سے کوڑا صرف صفائی کا مسئلہ نہیں رہتا بلکہ عالمی ماحولیاتی نظام پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ شہر میں نہ گیس کو قابو میں رکھنے کا کوئی نظام ہے اور نہ ہی فضلے کو ماحول دوست طریقے سے ٹھکانے لگانے کا کوئی مناسب اور قابل عمل حل۔ جب خوراک کے بچے کچے حصے، سبزیوں کی باقیات اور دیگر نامیاتی مواد آکسیجن کی غیر موجودگی میں گلتے سڑتے ہیں تو وہ میتھین گیس خارج کرتے ہیں۔ یہ گیس نہ نظر آتی ہے نہ محسوس ہوتی ہے۔ مگر درجہ حرارت بڑھانے کے لحاظ سے یہ کاربن ڈائی آکسائیڈ سے 25 گنا زیادہ خطرناک ہے۔ یہ بات عام لوگوں کو شاید معلوم نہ ہو مگر تحقیق بتاتی ہے کہ کراچی میں پیدا ہونے والا کوڑا ہر سال تقریباً 3.9 میگا ٹن کاربن ڈائی آکسائیڈ کے برابر میتھین خارج کرتا ہے جو ایک بڑا ماحولیاتی خطرہ ہے۔ اور حیرت کی بات یہ ہے کہ خلائی سیٹلائٹ مشاہدات کے مطابق کراچی کی لینڈفل سائٹس سے فی گھنٹہ تقریباً 12 سو کلوگرام تک میتھین گیس خارج ہو رہی ہے۔ یہ اتنی بڑی مقدار ہے کہ بین الاقوامی ادارے ان جگہوں کو ’’میتھین سپر ایمیٹرز‘‘ کہتے ہیں، یعنی وہ مقامات جہاں سے غیر معمولی مقدار میں میتھین خارج ہو۔ اگر ہم صرف کھلی جگہوں پر کوڑا پھینکنا بند کر دیں اور جدید لینڈفل ٹیکنالوجی، کمپوسٹنگ یا بایوڈائجسٹرز جیسے حل اپنائیں تو ماہرین کے مطابق میتھین کے اخراج میں 60 سے 89 فیصد تک کمی ممکن ہے۔ کراچی میں کوڑا مینجمنٹ کے کئی سنگین مسائل ہیں۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ کچرہ الگ کرنے کا کوئی نظام موجود نہیں یعنی ہر طرح کا فضلہ ایک ساتھ پھینک دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ لینڈفل سائٹس بھی غیر محفوظ ہیں جہاں گیس کو قابو میں رکھنے یا ذخیرہ کرنے کا کوئی مؤثر انتظام نہیں ہوتا۔ بارش یا زیر زمین پانی کی وجہ سے لیکیج بڑھ جاتی ہے جس سے نہ صرف مٹی اور پانی آلودہ ہوتے ہیں بلکہ گیس کا اخراج بھی بڑھ جاتا ہے۔ نگرانی بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ نہ گیس کی پیمائش کی جاتی ہے اور نہ ماحولیاتی قوانین پر عمل ہوتا ہے۔ کراچی کا گرم اور مرطوب موسم اس مسئلے کو مزید سنگین بنا دیتا ہے کیونکہ ایسے موسم میں نامیاتی فضلہ زیادہ تیزی سے گلتا ہے اور گیس کے اخراج کی رفتار بڑھ جاتی ہے۔ یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ کراچی کا فضلہ صرف ایک مقامی مسئلہ نہیں رہا بلکہ یہ عالمی ماحولیاتی چیلنج کا حصہ بن چکا ہے۔ اگر پاکستان خاص طور پر کراچی فضلہ مینجمنٹ کا نظام بہتر کر لے تو نہ صرف اپنا ماحول محفوظ بنا سکتا ہے بلکہ دنیا بھر میں میتھین کی مقدار کم کرنے میں بھی اپنا کردار ادا کر سکتا ہے۔ کراچی میں میتھین گیس کے اخراج کو کم کرنے کے لیے سب سے پہلا اور اہم قدم یہ ہونا چاہیے کہ گھریلو اور تجارتی سطح پر فضلے کو علیحدہ کرنے کا نظام شروع کیا جائے۔ اس طرح نامیاتی فضلہ کمپوسٹنگ یا بایوڈائجسٹرز کے ذریعے دوبارہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ موجودہ کھلی لینڈفلز کو جدید ڈیزائن میں بدلا جائے جن میں گیس کو جمع کرنے اور محفوظ رکھنے کے انتظامات ہوں۔ مزید یہ کہ بایوریکٹر لینڈفلز بنائے جائیں جہاں فضلہ ایک کنٹرولڈ ماحول میں گلایا جائے تاکہ گیس کم پیدا ہو اور توانائی کے طور پر استعمال ہو سکے۔ اگر ہم میتھین گیس کو ضائع کرنے کے بجائے بجلی یا صنعتی ایندھن میں بدلنے کا عمل اپنائیں تو یہ ماحولیاتی لحاظ سے بھی فائدہ مند ہوگا اور معاشی طور پر بھی۔ ان تمام اقدامات کو کامیاب بنانے کے لیے ضروری ہے کہ قانون سازی سخت ہو، نگرانی مؤثر ہو، اور جرمانوں کے ذریعے عمل درآمد یقینی بنایا جائے۔ سب سے اہم یہ کہ عام شہریوں میں شعور پیدا کیا جائے تاکہ وہ کم فضلہ پیدا کریں، اسے الگ رکھیں، اور ماحول کی حفاظت میں اپنا حصہ ڈالیں۔ ہمیں یہ بات سمجھنی چاہیے کہ کراچی کے لینڈفلز سے خارج ہونے والی میتھین گیس صرف گندگی یا بدبو کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ ایک سنجیدہ ماحولیاتی چیلنج ہے جو عالمی سطح پر ہمارے کردار اور ذمہ داری کو واضح کرتا ہے۔ اگر ہم آج سے ہی اقدامات کریں تو کراچی واقعی ایک ایسا شہر بن سکتا ہے جو دنیا کو دکھائے کہ ترقی پذیر ممالک بھی اپنے مقامی مسائل کو عالمی حل میں بدل سکتے ہیں۔

☆☆☆

ایران کیساتھ امریکہ اسرائیل جنگ میں پاکستان باوقار عالمی ثالث بن کے ابھرا ہے، مذاکرات کیلئے اس وقت اسلام آباد ہی فریقین کیلیے قابل قبول اور محفوظ مقام ہے

دنیا میں واحد سپر پاور کی اتھارٹی یا تو ختم ہو رہی یا کم ہو رہی۔ ایسے میں روس سمیت مشرقی یورپ اور مشرق وسطی سے بہتر تعلقات اور تجارتی تعاون ناگزیر ہے

ڈاکٹر فیصل جاوید

صدر شعبہ ہائے آئی آر و ماس کمیونیکشن

فیڈرل اردو یونیورسٹی اسلام آباد

کا خصوصی انٹرویو

تعارف

ڈاکٹر فیصل جاوید وفاقی جامعہ اردو برائے فنون سائنس وٹیکنالوجی سے وابستہ بین الاقومی تعلقات کے استاد ہیں۔ اس وقت اسلام آباد کیمپس میں بیک وقت ماس کمیونیکیشن اور آئی ارڈیپارٹمنٹس کو ہیڈ کر رہے ہیں۔ ان کا تدریسی کیریئر 15 سال سے زیادہ عرصے پر محیط ہے۔ جولائی 2025 میں صدر شعبہ ماس کمیونیکیشن و آئی آر اسلام آباد کیمپس کی حیثیت سے ذمہ داریاں سنبھالیں۔ قبل ازیں 15 برس تک شعبہ آئی آر عبدالحق کیمپس کراچی سے وابستہ رہے۔ ان کا تخصیصی میدان روس، پاک روس تعلقات، وسطی ایشیا، یوروشیا اور یورپ ایشیا connectivity ہے۔ انہوں نے امریکہ کی معروف کولمبیا یونیورسٹی سے پوسٹ ڈاکٹریٹ کر رکھی ہے۔ مختلف بین الاقومی تحقیقی جریدوں میں عرصہ دراز سے ریسرچ پیپرز شائع کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر فیصل' جامعہ اردو کے آفس آف ریسرچ، انوویشن اینڈ کمرشلائزیشن (ORIC) کے ڈپٹی ڈائریکٹر بھی ہیں۔ بین الاقومی امور کے متحرک تھنک ٹینک CAPES یعنی کنسورشیم فار ایشیا پیسیفک اینڈ یورپین اسٹیڈیز کے ڈپٹی ڈائریکٹر کے طور پہ بھی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مشرقی یورپ، روس اور ایشیا کے تعلقات سمیت بین الاقومی امور پہ مختلف میڈیا پلیٹ فارمز پہ اظہار خیال کرتے رہتے ہیں۔

ڈاکٹر فیصل جاوید پاکستان کی اکیڈمیا خاص طور پہ آئی آر کی اکیڈمک و تحقیقی کمیونٹی میں اپنی بین الاقومی تحقیقی و تعلیمی نیٹ ورکنگ کے لیے جانے جاتے ہیں۔ روس، پولینڈ سمیت مختلف ملکوں میں پاکستانی ریسرچ اسکالرز اور طلبہ کو اسکالرشپ اور تعلیمی مواقع پیدا کرنے کی سعی کرتے رہتے ہیں، اس مقصد میں کامیابیاں بھی ملی ہیں۔ انہوں نے روس کی مختلف جامعات کے علاوہ یورپ کے کئی تعلیمی اداروں کے ساتھ ملکر بیسوں کانفرنسز، سیمینارز اور دیگر تعلیمی و تحقیقی ہروگرامز کئے ہیں۔ ڈاکٹر فیصل کے انہی تجربات، اکیڈمک ریسرچ اور انتظامی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے "دیپ" نے اس ایڈیشن کے لیے ان سے فیض حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ خاص طور پہ مشرق وسطی کے حالات، ایران اور امریکہ اسرائیل جنگ اور اس کے پاکستان سمیت دنیا پر اثرات، جیسے موضوعات پہ بطور آئی آر پروفیسر ان کے خیالات سے استفادہ کرنے کا موقع پایا۔ سو ڈاکٹر فیصل جاوید کے ساتھ "دیپ" کی بیٹھک انٹرویو کی صورت میں قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔

انٹرویو

دیپ: مشرق وسطی کی موجودہ صورت حال اور ایران کے ساتھ امریکہ اسرائیل کی جنگ کو کیسے دیکھتے ہیں؟

ڈاکٹر فیصل جاوید؛ یہ پوری دنیا کے لیے مشکل صورت حال ہے۔ نہ صرف جنگ کرنے والے ممالک اور خلیجی ریاستیں، بلکہ دنیا کا بڑا حصہ اس جنگ سے متاثر ہو رہا ہے۔ ایک طرف امریکہ اسرائیل ہیں جن کی طاقت معیشت اور جدید ترین ٹیکنالوجی و اسلحہ ہے، تو دوسری جانب ایران بھی کوئی زیادہ کمزور ملک نہیں۔ انقلاب ایران کے بعد سے ہی امریکہ کے ساتھ اس کے نظریاتی اور سیاسی اختلاف چلا آ رہا ہے جو اب تزویراتی اور ایک حد تک معاشی کشمکش میں بھی تبدیل ہو چکا ہے۔ حالیہ جنگ کا نقصان صرف ایک فریق کا نہیں ہے۔ ایران ظاہر ہے انسانی جانوں کے ضیاع کا سامنا کر رہا ہے۔ ایران کے رہبر اعلی سمیت اعلی ترین قیادت کو قتل کیا جا چکا ہے۔ فوجی اور انٹیلیجنس افسران کی بڑی تعداد نشانہ بن چکی ہے۔ ملک کا انفراسٹرکچر تباہ ہو رہا ہے۔ پابندیوں میں جکڑی معیشت مزید تباہی کی طرف جا رہی ہے۔ دوسری جانب امریکہ بھی کوئی خاص فائدے میں نہیں ہے۔ فی الحال ایران میں رجیم یا نظام تبدیل ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔ امریکہ کو معاشی طور پہ یہ جنگ کافی مہنگی پڑ رہی ہے۔ اور ادھر سعودی عرب سمیت عرب ممالک خاصا نقصان اٹھا رہے ہیں۔ متحدہ عرب امارات، قطر، بحرین اور کویت میں ایران نے انرجی مراکز سمیت مختلف مقامات پہ حملے کئے ہیں۔ یوں عرب ملکوں کا ایک طرف ایرانی حملوں سے نقصان ہو رہا ہے تو دوسری جانب مارکیٹ طبقے کا اعتماد ان سے اٹھ رہا ہے کہ ان ملکوں میں سکیورٹی کے مسائل ہو سکتے ہیں۔ پھر عرب ممالک کا امریکہ کے ساتھ اعتماد بھی خراب ہو رہا ہے۔ ایرانی حملوں نے عربوں کو سوچنے پہ مجبور کیا ہے۔ اور آبنائے ہرمز کی بندش سے قطر، کویت، امارات وغیرہ کے تیل و گیس کی سپلائی متاثر ہونے سے بے بھی بے تحاشہ خسارا ہو رہا ہے۔

دیپ: آبنائے ہرمز کی بندش سے دنیا پریشان ہے۔ یہ ذرا سمجھائیں۔

ڈاکٹر فیصل جاوید

دیکھیے: آبنائے ہرمز پہ عملا ایران کا کنٹرول ہے۔ اس کو ایران کی سمندری حدود سمجھا جاتا ہے۔ گو کہ ماضی میں اس پہ بھی کچھ ملکوں کو اعتراض رہا ہے۔ لیکن ایران نے اسٹریٹیجک اور معاشی طور پہ اس اہم بحری گزرگاہ کو کسی اور کے قبضے میں یا شراکت داری میں جانے نہیں دیا۔ دنیا کی تقریباً ایک چوتھائی تیل کی سپلائی یہیں سے ہوتی ہے۔ آبنائے ہرمز کی بندش کا مطلب ہے عرب کے بیشتر ممالک، جنوبی ایشیا اور چین سمیت مشرقی ایشیا اور جنوب مشرقی ایشیا متاثر ہوتے ہیں۔ اور ظاہر ہے یہ اثرات یورپ تک محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ حالیہ جنگ نے آبنائے ہرمز کی معاشی، تجارتی و تزویراتی اہمیت بتلا دی ہے اور ایران اسے باقاعدہ "جنگی ہتھیار" کے طور پہ استعمال کر رہا ہے۔ گو کہ اس سے خود ایران کا بھی تجارتی نقصان ہو رہا ہے لیکن ایران نے یہ باور کرا لیا ہے کہ آبنائے ہرمز کی صورت میں اس کے پاس معاشی دنیا کی ایک کنجی موجود ہے۔

دیپ: ایران امریکہ جنگ میں پاکستان ایک عالمی ثالث کے طور پہ ابھرا ہے۔ پاکستان کی سفارتی دنیا میں اتنی پذیرائی کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ اور کیا پاکستان کی یہ مصالحتی کوششیں باور آور ثابت ہوں گی؟

ڈاکٹر فیصل جاوید

پاکستان نے اس سارے قضیے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے اور خود کو دنیا کے ایک باوقار ملک کے طور پہ منوایا ہے۔ پاکستان کی ڈپلومیسی زبردست جا رہی ہے۔ اور اگر جنگ رکی ہے تو اس میں ریاست پاکستان کا بھی اہم کردار ہے۔ اصل میں پاکستان ایک طاقت ہے۔ ایٹمی طاقت سمیت اس کی عسکری اور تزویراتی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ پھر زیادہ تر عرب ممالک کو پاکستان پہ اعتماد ہے۔ اس جنگ میں پاکستان نے سیاسی و سفارتی طور پہ ایران کی کافی مدد کی ہے۔ سو ایران بھی پاکستان سے خوش ہے۔ ادھر امریکہ پاکستان کو اپنا دوست سمجھتا ہے۔ خاص طور پہ صدر ڈونلڈ ٹرمپ تقریبا روز ہی وزیر اعظم شہباز شریف اور فیلڈ مارشل جنرل عاصم منیر کی مصالحانہ کوششوں اور سفارتی کامیابیوں کی تعریف کرتے ہیں۔ ایک اہم بات یہ کہ اس وقت مڈل ایسٹ سے لیکر جنوبی ایشیا تک پاکستان ایک ایسا ملک ہے جو اسرائیل سمیت کسی بھی جارح مزاج ریاست یا طاقت کی ممکنہ حملے سے محفوظ سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے ایران، امریکہ سمیت غیر ملکی مندوبین کی سلامتی کے لحاظ سے بھی اسلام آباد فزیبل ہے۔ جہاں تک پاکستان کی ثالثی کی کامیابی کی بات کریں تو سیز فائز ہی پہلی کامیابی ہے۔ فی الحال جنگ ٹل گئی ہے۔ یہ زبردست کامیابی ہے۔ اور امریکہ ایران دونوں کو سمجھنا چاہیے کہ جنگ سے فائدہ کسی کا نہیں۔

دیپ: روس اور سینٹرل ایشیا آپ کی اسپیشلٹی ہے۔ ماضی میں پاک روس تعلقات اتنے مثالی نہیں رہے۔ اب کیا دونوں ملکوں کے مابین تعاون کی فضا فروغ پا رہی ہے؟ اور یہ پاکستان کے لیے کتنا ناگزیر ہے؟

ڈاکٹر فیصل جاوید

روس دنیا کی ایک بڑی طاقت ہے۔ دنیا اب یونی پولر سے ملٹی پولر کی طرف جا رہی ہے۔ یعنی صرف ایک سپر پاور کی اجارہ داری ختم یا کم ہوتی جا رہی ہے۔ ایسے میں روس کی اہمیت مزید دوچند ہو گی۔ پاکستان کا روس کے ساتھ اچھے تعلقات میں فائدہ ہے۔ اور اب دونوں ممالک مختلف شعبوں میں مل کے کام کر رہے ہیں۔ امپورٹ ایکسپورٹ بڑھ رہے ہیں۔ ثقافتی تبادلے کے پروگرامز ہو رہے ہیں۔ سفارتی تعلقات بھی کافی بہتر ہیں۔ روس پاکستان کے اسکالرز اور سٹوڈنٹس کے لیے اچھے پروگرامز میں اسکالرشپ اور ایڈمیشن دے رہا ہے۔ پاکستانیوں کی ایک خاصی تعداد اس وقت روس میں پڑھ رہی ہے۔ تو مجموعی طور پہ پاک روس تعلقات اچھے جا رہے ہیں۔ اور اس پہ مزید کام کرنے کی ضرورت ہے۔ روس انرجی اور connectivity میں پاکستان کو سپورٹ کر سکتا ہے۔ بیچ میں سینٹرل ایشیا کے ممالک آتے ہیں۔ پاکستان براستہ مشرق وسطی روس تک رسائی لیتے ہوئے نہ صرف اپنا تجارتی حجم بڑھا سکتا ہے، بلکہ دیگر کئی شعبوں میں بھی بہتر پرفارم کر سکتا ہے۔ پاکستان میں اس وقت مختلف تھنک ٹینکس موجود ہیں جو پاک روس امور پہ کام کر رہے ہیں۔ پاکستان کی وزارت خارجہ اور اسلام آباد میں روس کی ایمبیسی تعاون کرتے ہیں۔

دیپ: آئی آر میں سی ایس ایس کے علاوہ کیا سکوپ ہے؟ نوجوان یہ ڈگری کر کے اپنا کیریئر کہاں اور کیسے ڈویلپ کر سکتے ہیں؟

ڈاکٹر فیصل جاوید

آئی آر ایسا مضمون ہے جو انسان کو ویژن دیتا ہے۔ سیاسی و بین الاقومی امور کا فہم مہیا کرتا ہے۔ پاکستان کے بڑے شہروں میں مختلف تھنک ٹینکس بنے ہوئے ہیں۔ ان میں آئی آر گریجویٹس کی معقول کھپت ہے۔ این جی او سیکٹرز میں بھی مانگ ہے۔ ریسرچ جرنلز اور دیگر علمی پبلیکیشنز میں آئی آر کی تعلیم اور فہم رکھنے والوں کی ضرورت ہے۔ کنسلٹنسی بھی کر سکتے ہیں۔ آج کل عالمی حالات اور پھر پاک بھارت سدا بہار مخصوص حالات کی وجہ سے میڈیا پہ تجزیہ نگاری بھی آئی آر والوں کیلیے گویا ایک سکوپ بن چکا ہے۔ کالج اور یونیورسٹی لیول پہ تدریس کے مواقع مل جاتے ہیں۔ بیرونی دنیا میں اسکالرشپ اور پروجیکٹ بنیاد مواقع میسر آ سکتے ہیں۔ لھذا جو نوجوان محنت کرتے ہیں اور آئی ار کو اس کی مارکیٹ ڈیمانڈ اور اکیڈمک تقاضوں کے مطابق پڑھتے ہیں، ان کے لیے دنیا بھر میں مواقع موجود ہیں۔

دیپ: آج کل سوشل سائنس کی طرف نوجوانوں کا رجحان کم ہے۔ ایسے میں ان ڈیپارٹمنٹس کا مستقبل کیا ہوگا؟

ڈاکٹر فیصل جاوید

جی ٹیکنالوجی اور جدید ترین ایپس نے نوجوانوں کا رجحان کافی بدل دیا ہے۔ اوپر سے ہمارے یہاں سوشل سائنسز کے مضامین کا مارکیٹ یعنی جاب فیلڈ سے ربط نہیں۔ اس لیے نوجوان ڈگری لینے کے بعد وائیٹ کالر جاب کے حصول میں مشکلات کا سامنا کرتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ فری لانسنگ اور اے آئی جیسے آئیڈیاز نے نوجوانوں کو دوسرا رخ دکھایا ہے۔ اس لیے زیادہ تر بچے کمپیوٹر سے مربوط مضامین کا انتخاب کرتے ہیں۔ اور یہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق ہی ہے۔ تاہم یہ کہ سماج کو سوشل سائنسز کے ماہرین بھی درکار ہوتے ہیں۔ اس لیے ریاستی سطح پہ پالیسی بنی چاہیے۔ جامعات کو بھی نوجوانوں کی توجہ مبذول کرانے کے لیے پروگرامز اور کورسز کی تجدید نو کرنی چاہیے۔ علم کی بنیاد پر مبنی سوسائٹی کے لیے آئی آر، سیاسیات، سماجیات جیسے مضامین کی ترویج ناگزیر ہے۔

دیپ: آپ کا زیادہ تر ریسرچ ورک سینٹرل ایشیا اور روس پر ہے۔ آپ روس، مشرقی یورپ اور وسطی ایشیا کے اداروں اور جامعات کے ساتھ مل کے وہاں اور یہاں بھی ریسرچ کانفرنسز اور سیمینارز منعقد کرتے رہتے ہیں۔ تاہم آپ کی پوسٹ ڈاکٹریٹ امریکہ سے ہے۔ اس موقع پر سہیل وڑائچ صاحب کا مشہور جملہ " کیا یہ کھلا تضاد نہیں؟" کہنا تو نہیں بنتا۔ تاہم اس دلچسپ contrast پہ کچھ کہیں گے؟

ڈاکٹر فیصل جاوید

جی ہاں! یہ ایک دلچسپ پہلو کہہ سکتے ہیں۔ میں نے کولمبیا یونیورسٹی سے اپنی پوسٹ ڈاکٹریٹ کی۔ امریکہ میں پڑھ کے اور ریسرچ کر کے مجھے ایک بات کی سمجھ آئی۔ وہ یہ کہ بھلے آپ امریکہ کی عالمی اجارہ داری اور ریاستی پالیسیز سے اختلاف کریں لیکن یہ بات ہے کہ امریکہ ایجوکیشن پہ خرچہ کرتا ہے۔ محققین کی قدر کرتا ہے۔ میرا آفس کولمبیا کی طویل قامت عمارت کے بالائی فلور پہ تھا۔ وہاں کے پروفیشنل ماحول، ریسرچ کرنے کا انداز اور اسکالرز کے رویے کو دیکھ کے گویا یہ محسوس ہوتا تھا کہ " آئی آر اس بلڈنگ سے نیچے صاف نظر آتا ہے " یعنی جس گہرائی اور دلجمعی کے ساتھ تحقیق ہونی چاہیے وہ کولمبیا میں دیکھنے کو ملا۔ اور ایسے علم ماحول میں پوسٹ ڈاکٹریٹ کرتے ہوئے لطف آیا۔

دیپ: تحقیق و تدریس اور یونیورسٹی کی مصروفیات کے علاوہ کیا مشاغل ہوتے ہیں؟

ڈاکٹر فیصل جاوید: سوشل نیٹ ورکنگ میں مصروف ہوتا ہوں۔ فیملی کو ٹائم دیتا ہوں۔ اور تھنک ٹینکس وغیرہ کے امور نمٹاتا ہوں۔

دیپ: آپ کا پسندیدہ کھیل کونسا ہے؟

ڈاکٹر فیصل جاوید: تقریبا ہر پاکستانی کی طرح میں بھی کرکٹ پسند کرتا ہوں۔ فٹ بال بھی فیورٹ رہا ہے۔ مگر اب اسکرین بھی چھوٹے چھوٹے گیمز کھیلتا ہوں۔ سپورٹس دیکھنے کی طرف میرا رجحان کم ہو گیا ہے۔

دیپ: آپ کا فیورٹ کھلاڑی کون ہے؟

ڈاکٹر فیصل جاوید: کرسٹانیو رونالڈو کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اب زیادہ دیکھتا نہیں ہوں۔

دیپ: پسند کی شادی کی ہے ارینج؟

ڈاکٹر فیصل جاوید: شادی ارینج ہے لیکن پسند کی بھی کہہ سکتے ہیں۔ دونوں چیزیں ہیں تقریبا۔

دیپ: نئی نسل کو کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

ڈاکٹر فیصل جاوید: یہ دور نئی نسل کا ہے۔ انٹرنیٹ کی سہولیات سے پورا فائدہ اٹھائیں۔ اے آئی سمیت باقی ٹولز سیکھیں۔ ساتھ ساتھ مطالعے کی عادت بھی اپنائیں۔ اپنے معاشرے کی اقتدار کو نہ چھوڑیں۔ دنیا بہت بڑی ہے۔ آگے کی طرف دیکھیں۔

دیپ: آئی آر کے علاوہ کونسی کتابیں پڑھتے ہیں!

ڈاکٹر فیصل جاوید: اسلامی لٹریچر پڑھتا ہوں۔ مولانا مودودی کو پڑھا ہے۔ نئی ایجادات کی کتابیں اور سیاست پڑھتا ہوں۔ زیادہ تر اپنی فیلڈ کی کتابیں اور ریسرچ ہی پڑھتا ہوں۔